ممتاز العلماء فخر المدرسین آیۃ اللہ العظمٰی سید محمد تقی جنت مآب طاب ثراہ

سید العلماء آیۃ اللہ العظمٰی الحاج مولانا السید علی نقی النقوی طاب ثراہ

نام نسب اور القاب

مولانا سید محمد تقی عرف جناب سید تقی صاحب قبلہ ، جناب غفران مآب مولانا سید دلدار علی طاب ثراہ کے پوتے ان کے سب سے چھوٹے فرزند سید العلماء علیین مکان مولانا سید حسین عرف جناب میرن صاحب قبلہ کے منجھلے بیٹے تھے ممتاز العلماء اور فخر المدرسین خطاب تھا اور انتقال کے بعد ''جنت مآب'' کے لقب سے ملقب ہوئے۔

ولادت اور نشوونما

۱۶ ر جمادی الاول ۱۲۳۴ھ کو ولادت ہوئی یہ آپ کے جدامجد جناب غفران مآبؒ کی حیات کا تقریباً آخری سال تھا اور آپ کے والد بزرگوار جناب سید العلماء طاب ثراہ کی عمر کے چوبیسویں برس کا آغاز تھا۔

اگر چہ آپ کے ایک بھائی آپ سے پہلے پیدا ہو چکے تھے جن کا نام علی حسین تھا اور جو بعد میں زین العلماء کے لقب سے ملقب ہوئے اور جن کی اولاد میں نواب سید مہدی حسین صاحب ماہرؔ اور نواب سید اصغر حسین صاحب فاخرؔ ایسے مشہور افراد ہوئے اور ایک بھائی آپ سے چھوٹے تھے جن کا نام علی نقی تھا اور جو زبدۃ العلماء کے لقب سے ملقب ہوئے یہ دونوں بھائی بھی صاحبان علم میں سے تھے جو ان کے القاب سے ظاہر ہے مگر قدرت نے اپنے باپ کے کمالات کا سب سے بڑا اور شہ دار اسی درمیانی فرزند کو بنایا تھا جو اپنے والد بزرگوار کے بعد فقہ و اصول کے دو علموں میں جو اصل معیار اجتہاد ہیں ہندوستان کے سب سے بڑے مجتہد تسلیم کئے گئے۔

تعلیم و تربیت

جناب جنت مآبؒ کی عمر ابھی ایک سال سے کچھ ہی متجاوز ہوئی تھی کہ ۱۹ر ماہ رجب ۱۲۳۵ھ کو آپ کے جد امجد جناب غفرانمآبؒ نے دنیا سے رحلت فرمائی۔

اس کے بعد جیسا کہ جناب رضوان مآب کے حالات میں لکھا جا چکا ہے کہ تبلیغ و اشاعت اور تعلیم و تدریس کے کاموں میں وسعت کے پیش نظر اخلاف غفرانمآبؒ میں باہمی یکجہتی کے ساتھ فرائض تقسیم ہو گئے بادشاہ اور امراء کے یہاں کے دینی ضروریات کی تکمیل اور تبلیغ و اشاعت کے ادارہ کی تنظیم و ترتیب جناب سلطان العلماء کے ذمہ ہوئی ہے اور تدریس و ترتیب افاضل اور اجتہادی مسائل کی تحقیق و تنقیح وغیرہ سب سے چھوٹے بھائی جناب سید العلماء کے متعلق ہوئی جو فقہ و اصول میں امتیاز خاص کے مالک تھے۔

ظاہر ہے کہ جناب سلطان العلماء کے کاموں میں جتنی آفاقیت اور بیرونی روابط کی وسعت کی ضرورت تھی اتنی جناب سید العلماء کے کام کی نوعیت میں نہ تھی یہ ایک

طرح کا ''گوشۂ عافیت''، تھا جس میں انہیں داخلی تعمیر اور افراد مستقل کی تشکیل کے لئے جس ذہنی یکجہتی اور بیرونی کشمکش سے علیٰحدہ رہتے ہوئے یکسوئی کی ضرورت ہے وہ بدرجۂ اتم حاصل تھی۔ اس لئے انہوں نے یقیناً اپنے فرزندوں کی تعلیم و تربیت بذات خود اپنے سے متعلق رکھی اور بالخصوص منجھلے بیٹے کی صلاحیتوں کو بچپن ہی سے محسوس کرتے ہوئے بہت پہلے ہی سے انہیں اپنے علمی کمالات کے حامل کی حیثیت سے خصوصی فیوض و افادات کا مرکز بنانے میں اپنی پوری توانائی صرف فرمارہے تھے اور ابتداء سے انتہاء تک تمام علوم وفنون کی تعلیم شفیق باپ نے اس بیٹے کو بذات خود دی۔

ساتھیوں میں امتیاز

ہندوستان کے شیعہ رجال سے واقف صاحبان علم بالاتفاق یہ ماننے پر مجبور ہیں کہ جتنی تعداد میں جلیل القدر علماء جناب سید العلماء علیین مکان کے حلقۂ درس سے نکلے اس کی نظیر کوئی دوسری نہیں ملتی مثلاً استاذ الناس مولانا مفتی سید محمد عباس طاب ثراہ، علامۃ المتکلمین صاحب عبقات الانوار مولانا سید حامد حسین صاحب اعلی اللہ مقامہ مولانا مرزا محمد اخباری اور قائمۃ الدین مولانا محمد علی صاحب، مولانا شیخ تفضّل حسین فتح پوری، مولانا سید اولاد حسین شکوہ آبادی، مولانا سید غنی نقی زید پوری اور مولانا سید منصب علی زنگی پوری اور ایسے ہی کتنے اطراف ملک کے علماء تھے جو جناب سید العلماء کے درس سے فارغ التحصیل ہو کر نکلے۔

یہ بھی کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ ایک مجلس درس میں حاضر ہونے والے شرکاء درس مشکل ہی سے اپنے کسی ساتھی کے رفعت و امتیاز کے قائل ہوتے ہیں اور ان بے لوث مقدس شخصیتوں سے قطع نظر جن میں نفسانیت کا شائبہ نہ ہو، دل سے قائل ہوں بھی تو زبان وقلم سے اس کا اظہار مشکل ہوتا ہے۔ اس کے بعد جب ہم کتاب ''اوراق الذہب'' میں جسے جناب مفتی صاحب اعلی اللہ مقامہ نے اپنے استاد جناب سید العلماء کے حالات میں عربی زبان میں لکھا ہے ان چند سطروں کو پڑھتے ہیں جو انہوں نے اولاد جناب سید العلماء کے حالات میں لکھی ہیں تو ہم محسوس کرتے ہیں کہ اپنے ساتھیوں میں جناب جنت مآب کو امتیاز کتنے نمایاں مرتبہ پر حاصل تھا جس کا بلا استثناء خود تمام ساتھیوں کو احساس تھا اور پھر یہ حضرات نفسانیت سے بری اور بے لوث ایسے تھے کہ ان کو اپنے اس احساس کے اظہار میں کوئی تکلف نہ تھا پھر اس کے ساتھ یہ خاص قابل لحاظ بات ہے کہ ہضم نفس اور انکسار کی بناء پر انسان کو خود اپنی ذات پر کسی کو ترجیح دینے کا حق ہے لیکن انکسار کی منزل میں اپنے تمام شرکائے درس کے بارے میں کوئی بات کہنے کا حق پیدا نہیں ہوتا جب تک حقیقت اتنی نمایاں نہ ہو جس کے سب ہی معترف ہوں۔

یہ بیش قیمت الفاظ جو جناب مفتی صاحب قبلہ نے ممتاز العلماء کے بارے میں صرف کئے ہیں جو خود اوراق الذہب میں ہمارے بھی سامنے آتے رہے ہیں اور انہیں مولانا سید محمد حسین صاحب نوگانوی مرحوم نے کتاب ''تاریخ العلماء (مطبوعہ جدید برقی پریس بلّی ماران دہلی ص/ ۹۸) میں بھی درج کیا ہے حسب ذیل ہیں:

اَکْبَرُھُمْ فِیْ الْھُدٰی وَالسَّدَادِ وَاَبْرَعُھُمْ
بِالْفِقْهِ وَالْاِجْتِھَادِ ذُوْالْفِکْرِ الْمَتِیْنِ وَالرَّأْیِ الرَّزِیْنِ
فَخْرُ الْفُضَلَاءِ الْمُدَرِّسِیْنَ التَّقِیُّ النَّقِیُّ السَّیِّدِ مُحَمَّد
تَقِیَ اَعْلَی اللّٰہُ قَدْرَہٗ وَنَوَّرَ بَدْرَہٗ ھُوَ اَحْدَثُ مِنِّیْ سِنًّا
وَاَقْدَمُ فَضْلاً مِنَّا۔

اولاد جناب سیدالعلماء میں ہدایات وارشادات کے لحاظ سے سب سے بزرگ اور فقہ واجتہاد میں سب سے محتاط صاحب فکر متقی ورائے محکم فخر الافاضل مدرسین ، پرہیزگار، پاکیزہ خصال سید محمد تقی ہیں اللہ ان کے مرتبہ کو اور بلند اوران کے ماہ کامل کو اور زیادہ روشن کرے وہ عمر میں مجھ سے کم ہیں اور علم وفضل میں ہم سے مقدم ہیں۔

اس کے آخر کے دوفقروں میں ''منی'' یعنی مجھ سے اور ''منا'' یعنی ہم سے کا جوفرق ہے اسے ہر عربی داں محسوس کرسکتا ہے۔

اس کے علاوہ جناب مفتی صاحب کے عربی دیوان (مطبوعہ مطبع جعفری لکھنؤ) میں جس کا نام ''رطب العرب'' ہے ص/ ۲۳۸ پر ایک قصیدہ جناب سیدالعلماء کی مدح میں وہ ہے جس کا پہلا شعر یہ ہے:

عَالِمٌ حِبْرٌ فَقِیْہٌ کَامِلٌ
سَامِکٌ سَامٍ سَمِیٌّ لِلْحُسَیْنِ

اس میں حسب ذیل اشعار میں اولاد سیدالعلماء کا ذکر ہے:

لَمْ تَزَلْ أَنْجَامُهٗ فِیْ اُفْقِهٖ
فَوْقَ فَرْقِ الدَّھْرِ مِثْلَ الْفَرْقَدَیْنِ

''ان کے ستارے ان کے افق علم میں تمام زمانہ کے سروں پر مثل فرقدین کے چمکتے رہے ہیں''

سَیَّمَا الْمَوْلٰی التَّقِیُّ الْمُتَّقِیُّ
اَعْلَمُ الْاَعْلَامِ اَتْقَی الْخَافِقِیْنَ

''بالخصوص مولانا سید تقی صاحب جو مشاہیر اہل علم میں اعلم اور تمام شرق وغرب میں پرہیزگاری میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں''

جناب مفتی صاحب قبلہ ایسی ذمہ دار شخصیت کا اعلم علماء اور اتقائے زمانہ کہنا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔

اجازات اجتہاد

۲۸ ر برس کی عمر میں جب آپ کا آفتاب کمال خط نصف النہار پر تھا اور اکابر علماء میں آپ کی فضیلت تسلیم ہو چکی تھی تو ۱۲۶۲ھ میں آپ کے عم معظم جناب سلطان العلماء نے پہل فرمائی اور ۱۸ ر ربیع الاول کو اجازۂ اجتہاد مرحمت فرمایا اس کے بعد آپ کے والد ماجد جناب سید العلماء نے کافی بسیط اجازہ تحریر فرمایا جس میں بسط و تفصیل کے ساتھ آپ کی علمی وعملی رفعت پر روشنی ڈالی ہے ۔اس کے بعد نجف اشرف سے شیخ الفقہاء جناب شیخ محمد حسن نجفی صاحب جواہر الکلام نے بڑے گراں قدر الفاظ کے ساتھ اجازہ لکھ کر روانہ فرمایا یہ تینوں اجازے مطبوعہ شکل میں موجود ہیں۔

مدرسہ سلطانیہ میں مدرس اعلیٰ:

جس طرح جناب غفرانمآبؒ ہندوستان کے سب سے پہلے مجتہد ہیں اوران کے دور میں سب سے پہلی شیعہ نماز

جماعت ہندوستان میں ہوئی ویسے ہی جناب سید العلماء طاب ثراہ کے دور کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ کی تحریک پر سب سے پہلے شیعہ عربی مدرسہ کی بنیاد قائم ہوئی جسے امجد علی شاہ بادشاہ نے قائم کیا اور جتنے اس وقت کے جید علماء تھے سب اس کے مدرس قرار دئے گئے اور جناب سلطان العلماء اور سید العلماء دونوں بزرگوں کی تجویز سے اس کے مدرس اعلیٰ جناب جنت مآب قرار دئے گئے جس کے لحاظ سے بادشاہ نے آپ کے القاب میں ''ممتاز العلماء'' کے ساتھ فخر المدرسین کا اضافہ کیا۔

جامعیت علوم

جناب جنت مآب کا خاص فن تو فقہ و اصول تھا جو معیار اجتہاد ہے اور اس میں باخبر افراد کی رائے یہ ہے کہ ان اسلاف کرام میں جناب سید العلماء اور جناب ممتاز العلماء کا مثل و نظیر سابقین و لاحقین میں کوئی نہیں ہوا یہاں تک کہ ہر دور میں بحیثیت فقہ و اصول کے عراق کی مرکزیت مسلم رہی مگر جناب سید العلماء اور ممتاز العلماء کا کمال علمی وہ تھا کہ لکھنؤ ایک حد تک عراق کا مد مقابل ہو گیا تھا چنانچہ جناب سید العلماء کے لئے اس کا ثبوت جناب مفتی صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ کے مجموعہ مکاتیب ''ظل ممدود'' سے ملتا ہے اس طرح کہ جناب مفتی صاحب نے صاحب جواہر کے نام ایک خط لکھا جس میں یہ آرزو ظاہر فرمائی کہ کاش میں عراق آ کر آپ سے فیوض علمیہ حاصل کرنے کا موقع پاتا۔ اس کے جواب میں صاحب جواہر نے تحریر فرمایا کہ آپ یہ سوچنا چھوڑ دیجئے اس لئے کہ جس ذات کے حلقۂ تدریس میں آپ مصروف استفادہ ہیں یعنی جناب سید العلماء اس کے بعد آپ کو قطعاً ضرورت اس کی نہیں کہ آپ کسی دوسری درسگاہ کے خواہش مند ہوں یہ اور بات ہے کہ آپ شرف زیارت حاصل کرنے کے لئے ان عتبات مقدسہ کی طرف آنے کے متمنی ہوں جس کی ہر مومن کو تمنا ہونا چاہئے۔ یہ خط صاحب جواہر کا جو جناب مفتی صاحب کے نام ہے ''ظل ممدود'' میں موجود ہے۔

اور جناب ممتاز العلماء طاب ثراہ کے لئے لکھنؤ کے مشہور مقدس و متورع عالم دین جناب مولانا سید ابوالحسن عرف ابو صاحب قبلہ (والد سرکار باقر العلوم طاب ثراہ) جو خود مراکز علمیہ جا کر وہاں کے علماء کے مراتب علم کا ذاتی مشاہدہ فرما چکے تھے اور ان کی شہرہ آفاق احتیاط اور تقدس کی بنا پر ان کے یہاں لحاظ رشتہ اور جانبداری کا تصور روا نہیں، نہ مبالغہ کا خیال درست ہے ایسی ذمہ دار شخصیت کا بیان ان کے فاضل شاگرد جناب مولوی سید محمد حسین صاحب نوگانوی نے اپنی کتاب ''تاریخ العلماء'' (ص/۶۹) میں بذیل حالات جناب جنت مآب درج کیا ہے اس طرح کہ:

''جناب مرحوم فرماتے تھے کہ آپ علمائے عراق سے فقہ و اصول فقہ میں کم نہ تھے اکثر جناب ممتاز العلماء کے اوصاف بڑے وجد سے فرمایا کرتے تھے''

لیکن آپ فقہ و اصول میں اس کمال کے ساتھ دوسرے علوم و فنون میں بھی امتیاز خاص کے مالک تھے چنانچہ فن نحو میں آپ کا ایک مستقل متن ''العباب فی علم الاعراب'' ہے جو نحو کی مشہور کتاب کافیہ سے زیادہ سلیس ہونے کی بناء پر افادیت کا حامل ہے اور سب سے بڑا کارنامہ

جو تمام علوم وفنون میں آپ کے کمال کا آئینہ بردار ہے وہ آپ کی تفسیر ''ینابیع الانوار'' ہے جس کی تقریباً ڈیڑھ ہزار صفحات کی ۲ جلدیں معرض تصنیف میں آسکیں جن میں مسائل علم کلام پر دوسرے متکلمین اور بالخصوص علامہ فخر الدین رازی سے ردو قدح میں مضبوط و مستحکم دلائل سے فکری گہرائی کے ساتھ زور بیان کی بھی اعلیٰ مثالیں ہیں یہ دونوں جلدیں خود آپ کے کتب خانے کے علاوہ جناب آغا ابو صاحب کے کتب خانہ میں بھی ہیں جو اب جامعہ سلطانیہ سلطان المدارس سے تعلق رکھتا ہے جہاں سے میں نے زمانۂ طالبعلمی میں ایک جلد مستعار لیکر تقریباً ایک مہینے کی قلیل مدت میں اپنے تین شاگردوں کی شرکت کے ساتھ جن میں ایک مرحوم ہو گئے یعنی حکیم سید محمد عسکری عرف پٹن صاحب مرحوم (مدیر مجلۂ الرضواں) اور دو بحمد اللہ موجود ہیں ایک جناب مفتی جعفر حسین صاحب مجتہد گجرانوالہ (پنجاب پاکستان) اور دوسرے حکیم سید محمد اطہر صاحب ممتاز الافاضل مدرس مدرسۂ ناظمیہ لکھنؤ اسے اپنے قلم سے نقل کیا ہے جو تقریباً سات سو صفحات کے قریب ہے اور وہ ہم لوگوں کی مشترکہ کوشش کی یادگار کے طور پر بحمد اللہ میرے پاس موجود ہے۔

تصانیف

علاوہ تربیت وتعلیم کے ادارہ کے جیسے اپنے والد ماجد طاب ثراہ کے بعد آپ نے اگر مزید ترقی نہیں دی تو بلاشبہہ اس میں کمزوری بھی آنے نہ پائی جس کا بیان تلامذہ کے تذکرہ میں ابھی ہوگا، آپ کے قلمی خدمات کا بھی پلہ آپ کے والد علام جناب سید العلماء اور جد امجد جناب غفرانمآبؒ کی بہ نسبت سبک نہیں رہا بلکہ تفسیر قرآن کے شعبہ میں آپ کے کام کو خاص انفرادیت حاصل ہوگئی چنانچہ آپ کا بڑا ہی اہم کارنامہ یہی تفسیر یَنَابِیعُ الْاَنْوَارِ ہے جس کا تذکرہ ابھی آچکا اور جس کی طباعت کا کام آپ کے فرزند فردوس مکان جناب سید ابراہیم صاحب قبلہ کے دور میں شروع ہوا تھا جس کے بعض صفحات چھپے ہوئے ہم نے اپنی طالبعلمی کے دور میں کتب خانہ جناب جنت مآب طاب ثراہ میں دیکھے تھے جو بڑے سائز کے (تقریباً ۳۰×۲۰ ایک دو کی تقطیع پر) تھے مگر معلوم نہیں کن اسباب کی بنا پر پھر اس کی طباعت کا کام رک گیا اور مکمل نہ ہوسکا۔

دوسری اہم کتاب اصول فقہ میں شرح مقدمات حدائق ہے جس کے متعلق علامہ کنتوری اعلی اللہ مقامہ کی سوانح عمری سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا باقاعدہ درس ہوتا تھا جس میں ممتاز درجہ کے بڑے افاضل شریک ہوتے تھے۔ افسوس ہے کہ یہ کتاب بھی طبع نہیں ہوئی۔

(۳) هِدَايَةُ الْمُسْتَرْشِدِيْنَ شَرْحِ تَبْصِرَةِ الْمُتَعَلِّمِيْنَ یہ فقہ میں علامہ حلی کی مشہور کتاب تبصرہ کی شرح ہے۔

(۴) اِرْشَادُ الْمُبْتَدِيْنَ اِلیٰ اَحْكَامِ الدِّيْنِ فقہ کی استدلالی کتاب ہے جس کی ایک جلد جو کتاب الطہارۃ پر مشتمل ہے ۱۲۷۹ھ میں مطبع علوی علی بخش خاں میں طبع ہوئی ہے۔ اسکے ٹائیٹل پر جناب ابو صاحب قبلہ اعلیٰ اللہ مقامہ کا لکھا ہوا تعارف ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکو جناب ناظم صاحب مرحوم نے (جن کا امام باڑہ مشہور ہے) طبع کرایا تھا۔

دیباچہ سے جو مصنف نے تحریر فرمایا ہے یہ پتا چلتا ہے کہ انہوں نے یہ کتاب اپنے فرزند جناب سید ابراہیم صاحب کے لئے استنباط احکام کا طریقہ بتانے کے لئے تحریر فرمائی تھی اور پھر ہر ایک مسئلہ میں احتیاط کی صورت پر روشنی ڈالی ہے۔ آخر کتاب میں ختم تصنیف کی تاریخ اوسط ۱۲۷۳ھ تحریر ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ یہ کتاب اپنے والد بزرگوار جناب سید العلماء کی وفات کے چند ماہ کے بعد اسی سال تحریر فرمائی ہے۔

(۵) مُرْشِدُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِلیٰ اَحْکَامِ الدِّیْنِ: یہ فارسی زبان میں مختصر رسالہ علمیہ ہے جو مقلدین کے لئے لکھا گیا ہے۔

(۶) غنیۃ المسائل: اس میں اصول دین اور مسائل فقہیہ کے متعلق مسائل کے تفصیلی جوابات ہیں۔ بعض فارسی زبان میں بعض عربی میں۔ یہ کتاب ۱۲۸۳ھ میں مطبع احمدی لکھنؤ میں طبع ہوئی ہے جو ۱۶۷ صفحات پر مشتمل ہے۔

(۷) نُخْبَۃُ الْمُعْجِزَاتِ فارسی: یہ کتاب فارسی زبان میں ہے جو قدیم چھاپہ کی مطبوعہ ہے۔ سال طباعت درج نہیں ہے۔

(۸) عُبَابٌ فِیْ عِلْمِ الْاِعْرَابِ: یہ فن نحو میں ایک نہایت ہی گرانقدر متن ہے جس کا تذکرہ پہلے آچکا ہے۔

جناب عم معظم مولانا سید محمد تقی صاحب قبلہ اعلیٰ اللہ مقامہ اپنے چھوٹے فرزند، برادر محترم مولانا سید آغا مہدی صاحب قبلہ سابق مدیر الواعظ کو جواب کراچی میں تشریف رکھتے ہیں یہ کتاب پڑھاتے تھے تو میں نے کمسنی میں اس کے اس قلمی نسخہ کو دیکھا تھا جو کتب خانۂ جناب جنت مآب طاب ثراہ میں ہے۔ یہ کتاب طبع نہیں ہوئی ہے۔

(۹) نخبۃ الدعوات: یہ دعاؤں میں مختصر رسالہ ہے جسکا اردو ترجمہ جناب تاج العلماء طاب ثراہ نے خلاصۃ الدعوات کے نام سے تحریر فرمایا ہے۔ اصل کتاب شاہی میں طبع ہوئی تھی اور یہ ترجمہ میر عابد علی صاحب مرحوم کے مطبع اثنا عشری میں طبع ہوا۔ یہ دونوں کتابیں میرے یہاں موجود ہیں۔

(۱۰) حدیقۃ الواعظین۔

(۱۱) نزہۃ الواعظین۔

(۱۲) لمعۃ الواعظین۔

یہ تینوں کتابیں میری نظر سے نہیں گذریں ہیں۔ ناموں سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ تینوں مواعظ کے مجموعے ہیں۔

(۱۳) رسالۃ فی جواز امامۃ الفاسق فی نفسہ: یہ عربی رسالہ اس بحث میں ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے نزدیک صفت عدالت سے متصف نہ ہو مگر مومنین عادل سمجھتے ہوں اور اسکے پیچھے نماز پڑھنے کو تیار ہوں تو اسکا نماز پڑھانا درست ہے۔ یہ رسالہ آپ نے اپنے والد بزرگوار حضرت سید العلماءؒ کی زندگی میں لکھا تھا اور بہت ممکن ہے کہ یہی رسالہ صاحب جواہر کو بھیجا گیا ہے جس پر انہوں نے اجازۂ اجتہاد روانہ فرمایا اور اس رسالہ کی نجف اشرف کے علماء و افاضل میں شہرت ہوگئی تھی چنانچہ ظل ممدود میں نجف اشرف کے ایک عالم و ادیب جناب شیخ ابراہیم قفطان کا خط ہے جو انہوں نے جناب مفتی صاحب کے نام تحریر کیا ہے۔ اس میں لکھا ہے:

وَاَنْ تَسْعٰی لِاِسْتِحْکَامِ عَقْدِ الْاِخَاءِ جَنَابِ نَاظُوْرَۃُ الْعُلَمَاءِ وَنَادِرَۃُ الْفُضَلَاءِ صَاحِبِ التَّحْقِیْقِ

الْغَرِيْبِ الَّذِیْ هُوَ بِهٖ حَقِيْقٌ وَذُوْ التَّدْقِيْقِ الْاَنِيْقِ صَاحِبِ التَّصْنِيْفِ الْفَائِقِ فِیْ اِمَامَةِ الْفَاسِقِ جَنَابِ مُمْتَازُ الْعُلَمَاءِ الزَّكِیِّ السَّيِّدُ مُحَمَّدُ تَقِیْ بِخَلَفِ الْاِمَامِ السَّيِّدِ حُسَيْنٍ دَامَ فَضْلُهٗ۔

''میری استدعاء ہے کہ آپ میرے لئے کوشش فرمائیں روابط دوستی کے قائم ہونے میں میں جناب ممتاز العلماء مولانا سید محمد تقی فرزند جناب سید حسین دام ظلہ کے ساتھ جو عجیب تحقیق اور تدقیق کے مالک ہیں، جنکی امامت فاسق کے مسئلہ میں بلند پایہ تصنیف ہے۔

(۱۴) دعوات فاخرہ: یہ عربی میں مستند دعاؤں کی کتاب ہے جسکا قلمی نسخہ میرے یہاں بھی ہے

(۱۵) الارشاد: آداب وفضیلت دعا

(۱۶) جواب مسئلہ طعام اہل کتاب فارسی

(۱۷) جواب مسئلہ قطع ید: عربی، انگریزوں کے اثر سے اسپتالوں میں جو سرجری کے نئے نمونے سامنے آئے تھے انمیں ایک یہ تھا کہ کسی شخص کا لڑائی میں ہاتھ کٹ گیا۔ مردہ کا ہاتھ کاٹ کر اس زندہ کے لگا دیا گیا اور وہ اب اسکا جزو جسم ہوگیا کہ اسمیں خون کی روانی پیدا ہوگئی۔ اب بحث چلی کہ یہ تو میتہ کا جزٔ ہے جو نجس العین ہوتا ہے۔ اسکے ساتھ نماز کیونکر درست ہوگی؟ پھر یہ کہ وضو میں اس ہاتھ کے لئے کیا کیا جائے؟

جناب جنت مآب نے اس کا مفصل جواب عربی میں تحریر فرمایا۔ پھر بعض حضرات نے اس سوال کو عراق بھیجا تو جناب شیخ زین العابدین مازندرانی نے بھی اسکا تفصیلی جواب لکھا۔ میں نے یہ دونوں جواب دیکھیں ہیں۔

جیسا کہ پہلے آچکا ہے اس دور میں ہندوستان کے اس مرکز علمی لکھنؤ کو عراق سے کم نہ سمجھا جاتا تھا، اس لئے خود یہاں کے علماء کو بھی ان کے مقابلہ میں احساس کمتری نہ تھا چنانچہ مشہور ہے کہ جناب جنت مآب کے سامنے جناب شیخ کے جواب کا تذکرہ ہوا تو آپ کی زبان پر یہ جملہ آیا کہ ''ھم رجال و نحن رجال'' ''وہ مرد میدان ہیں اپنی جگہ ہم مرد میدان ہیں اپنی جگہ'' یعنی انکی تحقیق جو ہو وہ انکے ساتھ ہے اور ہماری تحقیق جو ہے ہمارے ساتھ ہے۔

تاریخ العلماء میں ہے کہ ۱۲۸۹ھ میں جناب علامۂ کنتوری نے ''اخبار الاخیار'' جاری فرمایا تھا اس میں ایک حصہ کا نام ''جامع المسائل'' تھا جس میں جناب جنت مآب کے فتاویٰ طبع ہوتے تھے اور مسائل کا آپ کے یہاں باقاعدہ دفتر تھا اور مسائل کی درآمد برآمد باقاعدہ درج ہوتی تھی۔

تلامذہ

جیسا کہ ہم نے جناب رضوان مآب کے حالات میں لکھا ہے کہ جناب غفرانمآب کے بعد تربیت وتعلیم طلاب اور یوں سمجھنا چاہئے کہ مستقبل کے افراد کی تعمیر کا کام جوان کے چھوٹے فرزند جناب سید العلماء اعلی اللہ مقامہ کے ذمہ رکھا گیا تھا اب جناب سید العلماء کے بعد اس ادارہ کو عملی طور پر ان کے جانشین جناب ممتاز العلماء سید تقی صاحب قبلہ نے سنبھالا اور جناب سید العلماء کے بعد یقینی طور پر یہ کہنا درست ہے کہ جتنے اکابر علماء اور ممتاز صاحبان کمال جناب

جنت مآب کے حلقۂ درس سے نکلے انکی نظیر نایاب ہے۔ یہاں تک کہ بعض صاحبان کمال کے نام جو اس عصر کے کسی اور بزرگ کے تلامذہ میں نظر آتے ہوں وہ صرف معقولات یا ادب وغیرہ کسی شعبہ میں استفادہ کی وجہ سے انکے تلامذہ میں درج ہیں ورنہ فقہ واصول کی تعلیم اوراجتہادی کمالات کی تحصیل بلا شبہ انہوں نے جناب ممتاز العلماء ہی کے حوزۂ علمیہ میں کی ہے چنانچہ صاحب تاریخ العلماء نے بھی لکھا ہے کہ:

''آپ کے اکثر تلامذہ مجتہد ہوئے اور بہت سے افاضل اطراف ہند میں پھیلے ہوئے تھے۔''

ان میں سے چند بزرگوں کا مختصر تذکرہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

(۱) آپ کے فرزند جناب سید العلماء الثانی حجۃ الاسلام شمس العلماء مولانا سید محمد ابراہیم صاحب قبلہ فردوس مکاں جو آپ کے بعد آپ کے جانشین قرار پائے اور مرجع خلائق ہوئے۔

(۲) عماد العلماء مولانا سید مصطفی عرف میر آغا صاحب قبلہ جنکی فقاہت اور استحضار مسائل کی خصوصیت اپنے دور میں مسلم تھی اور جناب فردوس مکان کے بعد مرجع عام ہوئے۔

(۳) فقیہ دوران جناب مولانا سید ابوالحسن عرف ابو صاحب قبلہ جنکی تحریک سے سلطان المدارس اور ناظمیہ دونوں مدرسوں کا وجود ہوا۔

(۴) مولانا حیدر علی صاحب قبلہ جو اپنے وقت میں فن تدریس کے ایک بڑے مرکز کی حیثیت کے حامل رہے اور بہت سے بزرگ مرتبہ افراد کے استاد تھے۔

(۵) مولانا سید عمار علی صاحب سونی پتی جن کی تفسیر ''عمدۃ البیان'' اردو میں مشہور ومعروف ہے۔

(۶) علامۂ کنتوری مولانا حکیم سید غلام حسنین مرحوم مترجم قانون شیخ ومصنف مأتین وانتصار الاسلام وغیرہ آپ علاوہ علوم دینیہ کے طب اور سائنس اور مسمریزم وغیرہ میں بھی کمال رکھتے تھے۔

آپ نے اپنی سوانح عمری میں جناب جنت مآب سے اپنے تلمذ اور خصوصیت خاص کا شرح و بسط کے ساتھ تذکرہ فرمایا ہے۔

(۷) جسٹس کرامت حسین صاحب جنکی کتاب ''فقہ اللسان'' عربی ادب میں ایک کارنامہ کی حیثیت رکھتی ہے اسکے علاوہ علم کلام میں بھی انکے بعض تصانیف موجود ہیں

(۸) مولانا سید ابوالقاسم قمی لاہوری مصنف تفسیر لامع التنزیل جنہوں نے پنجاب میں شیعیت کو فروغ دیا۔

(۹) مولانا سید مکرم حسین صاحب جلالی ضلع علی گڈھ کے جلیل المرتبہ عالم تھے۔ آپ کا کتب خانہ وقیع حیثیت رکھتا تھا۔

(۱۰) خواجہ عابد حسین صاحب سہارنپوری مصنف یا علی مدد و انذار الناظرین وغیرہ جن کی کتابوں کے سلسلہ میں ایک طویل مباحثہ ان میں اور مولوی محمد مرتضیٰ صاحب جونپوری مرحوم میں عرصہ تک جاری رہا تھا۔

(۱۱) مولانا سید باقر حسین صاحب۔ انکے والد بزرگوار جناب سید محمد حسین صاحب جناب سید العلماء کے تلامذہ میں تھے اور یہ جناب ممتاز العلماء طاب ثراہ کے شاگرد تھے اور

جناب جنت مآب ہی کے قرب میں سکونت اور عزیزانہ روابط رکھتے تھے۔اب بھی انکی اولاد ہمارے محلہ میں حسینیۂ جنت مآبؒ کے پہلو والے مکانات میں موجود ہے۔اور ان حضرات کے ویسے ہی خصوصیات ہمارے ساتھ ہیں۔

(۱۲) مولانا علی میاں صاحب کاملؔ جو کافی ذی علم بزرگ تھے مگر شہرت ان کی کامل الفن شاعر اور لسان القوم مولانا صفیؔ مرحوم کے استاد کی حیثیت سے زیادہ ہوئی۔

(۱۳) مولوی سید غلام محمد صاحب ساکن ریواڑی امام جمعہ و جماعت جے پور۔

(۱۴) خواجہ ابراہیم حسین صاحب پانی پتی۔

(۱۵) جناب مرزا محمد جعفر صاحب اوجؔ فرزند و جانشین مرزا دبیرؔ اعلی اللہ مقامہ

(۱۶) مولوی ہزبر علی صاحب مرحوم جن کا تذکرہ تلامذۂ جناب جنت مآب کے سلسلہ میں علامۂ کنتوری کی سوانح عمری میں بھی موجود ہے۔

(۱۷) مولوی سید حسن صاحب

(۱۸) نواب اعلیٰ جاہ

(۱۹) نواب والا جاہ

یہ دونوں لکھنؤ کے بزرگ مرتبہ روساء میں سے تھے اور دونوں علوم دینیہ میں فارغ التحصیل تھے بلکہ ان میں سے ایک بزرگ کو عراق سے اجازات بھی حاصل ہوئے تھے۔

(۲۰) جناب آغا مہدی حسین صاحب عرف آغا ابو صاحب رئیس لکھنؤ و متولی وقف حسین آباد سابق الذکر کے فرزند تھے یہ بھی جناب جنت مآب کے شاگرد اور صاحب علم تھے۔انکا عربی و فارسی کتب کا قیمتی ذخیرہ جامعۂ سلطانیہ سلطان المدارس کی لائبریری کی حیثیت سے محفوظ ہے۔

(۲۱) مولوی منیب خاں رامپوری یہ فاضل اہل سنت میں سے تھے جنکا صاحب تاریخ العلماء نے تلامذۂ جناب جنت مآب میں ذکر کیا ہے۔

(۲۲) جناب ڈپٹی سید علی اکبر صاحب جو جناب سلطان العلماء کے اخلاف میں سے اور صاحب تصانیف تھے۔انکا بھی ذکر تاریخ العلماء میں آیا ہے۔

وصیت نامہ

۷/اپریل ۱۸۶۹ء میں جب آپ کی وفات کا زمانہ قریب تھا آپ نے ایک وصیت نامہ تحریر فرمایا جو رجسٹری شدہ ہے۔اسمیں اپنے فرزند جناب سید ابراہیم صاحب کو اپنا وصی اور جانشین مقرر فرمایا اور تمام اوقاف جن کی تولیت آپ سے متعلق تھی ان اوقاف کا متولی بھی ان کو قرار دیا۔

اس وصیت نامہ کے بعض اجزاء کا آخر میں بسلسلۂ آثار تعمیری تذکرہ کیا جائیگا۔

وفات

مَوْتُ التَّقِيِّ حَيٰوةٌ لَا نَفَادَ لَهَا
قَدْ مَاتَ قَوْمٌ وَهُمْ فِيْ النَّاسِ اَحْيَاءٗ

ماہ رمضان ۱۲۸۹ھ میں ہیضہ کی وبا کا زور ہوا۔اس میں مبتلا ہو کر صرف ایک دن کی علالت میں آپ کی وفات ہوئی۔

تاریخ العلماء ص/۱۰۰ میں ہے کہ جناب سید المحدثین نے مجالس علویہ میں تحریر فرمایا ہے کہ

''جناب ملکی ملکات ،قدسی صفات جناب ممتاز العلماء عطر اللہ مضجعہ ۲۲/ ماہ رمضان تک نماز جماعت و وعظ میں مصروف رہے بلکہ ۲۳/تاریخ میں دس بجے دن تک مقابلہ میں تفسیر کے جو تصنیف فرماتے تھے مصروف رہے اور اسی شب کو تین بجے انتقال کیا''۔

جنازہ میں تمام اکابر جیسے جناب مولانا سید احمد علی صاحب محمد آبادی جو جناب غفرانمآبؒ کے شاگرد تھے اور جناب مفتی صاحب قبلہ ،مولانا سید حامد حسین صاحب قبلہ ،مولانا شیخ تفضّل صاحب فتح پوری ،مولانا تفضّل حسین صاحب سنبھلی وغیرہ تلامذۂ جناب سید العلماء اور بزرگان خاندان میں جناب ملک العلماء سید بندہ حسین صاحب قبلہ اور تاج العلماء سید علی محمد صاحب قبلہ تھے سبھی موجود تھے لیکن بحیثیت طبقہ ان میں کی سب سے بزرگ فرد جناب مولانا سید احمد علی صاحب قبلہ نے جناب مرحوم کے فرزند جناب سید العلماء مولانا سید ابراہیم صاحب قبلہ طاب ثراہ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کو آگے بڑھایا اور تمام اکابر علماء و اعیان، شہزادگان، رؤساء اور ہزاروں مومنین کرام نے جو مشایعت جنازہ میں شریک تھے آپ کے ساتھ نماز جنازہ ادا کی اور آپ خود اپنے امامباڑہ میں جسکا تذکرہ ابھی آثار تعمیری کے ذیل میں آئیگا دفن ہوئے۔

تصانیف اور تلامذہ کے علاوہ یہ آثار بھی وہ ہیں جنکی بدولت شاعر کا مذکورہ بالا شعر بالکل صحیح ہے۔

مَوْتُ التَّقِی حَیاۃٌ لَا نَفَادَ لَھَا

جناب مفتی صاحب اعلیٰ اللہ مقامہ نے یہ تاریخ نظم فرمائی

مَوْلٰی بِوَفَاتِہِ التَّقِیْ کاملیت
وَالْعِلْمُ سَاجِدٌ بِغَیْرِ الزَّیْتِ
یَا آلَ مُحَمَّدٍ تَقِیٍّ صَبْرًا
قَدْ اٰیَتَمَکُمْ فَقِیْہُ اَھْلِ الْبَیْتِ
۹ ۸ ۲ ۱ ھ

اولاد واخلاف

جناب جنت مآب کے زوجۂ اولیٰ سے جو وطن کے قدیم سلسلۂ خاندانی سے تعلق رکھتی تھیں تین صاحبزادے تھے اور دو صاحبزادیاں۔

(۱) جناب سید العلماء حجۃ الاسلام الحاج سید محمد ابراہیم طاب ثراہ جو اکمل اولاد اور اپنے سلف صالحین کے جانشین تھے

(۲) جناب سید حسن صاحب جنکے لئے صاحب تاریخ العلماء نے لکھا ہے کہ

''اجازۂ پیشنمازی تھا میں بھی خوب واقف تھا جو نہایت مقدس تھے''

(۳) جناب سید علی صاحب

(۴) ایک صاحبزادی جو جناب سید محبوب حسین صاحب مرحوم کو منسوب تھیں

(۵) دوسری صاحبزادی جو جناب عماد العلماء میر آغا صاحب طاب ثراہ کو منسوب ہوئیں۔

ان کے علاوہ مختلف ازواج سے متعدد بزرگ

تھے جن میں سے بعض ہمارے زمانے میں بھی موجود تھے جیسے جناب سید ابوذر صاحب ، جناب حاجی سید یونس صاحب، سید جابر صاحب،

ایک صاحبزادی وہ تھیں جو جناب ابوصاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ کو منسوب ہوئیں جن کے فرزند مولانا سید جعفر صاحب اور باقر العلوم استاد علام مولانا سید باقر صاحب اور ہادی الملۃ سید ہادی صاحب مرحوم تھے۔

تعمیری آثار

جناب جنت مآب طاب ثراہ کے پاس متعدد اوقاف ایسے تھے جو دوسرے حضرات کے وقف کردہ تھے اور آپ انکے متولی تھے جیسے تحسین علی خاں جنکی شاندار مسجد وسط شہر میں ہے اور سوا مسجد آصفی اور جمعہ مسجد کے شہر کی مسجدوں میں سب سے بڑی ہے اور اس سے ملحقہ دوکانیں اور مکانات اور تحسین علی خاں خورد جن کی جائداد باورچی ٹولہ میں تھی اور میر باقر سوداگر اعلی اللہ مقامہ جن کا امام باڑہ جوہری محلہ میں مشہور و معروف ہے ان سب کے علاوہ ذاتی طور پر جناب جنت مآب نے خود اپنی جائداد میں سے کافی آثار کی تشکیل فرمائی جن میں سے اکثر کسی نہ کسی صورت میں اب تک قائم و برقرار ہیں

(۱) کتب خانہ

یہ آپکی سب سے بیش قیمت یادگار ہے جس میں قلمی نوادر اتنی تعداد میں ہیں جنکی مثال کسی دوسرے کتب خانہ میں مشکل سے مل سکتی ہے مولوی سید محمد حسین صاحب نوگانوی رقم طراز ہیں:

''آپ کا کتب خانہ بھی بے مثل ہے جو وقف علی الاولاد ہے'' تاریخ العلماء، ص/۶۹

وصیت نامہ جناب جنت مآب میں جس کا ذکر ہو چکا ہے کتب خانہ کے لئے یہ صراحت ہے کہ اسکی تولیت ہر دور میں اعلم اولاد سے مختص ہوگی۔

(۲) مکانات

محلہ نخاس میں جو وکٹوریہ اسٹریٹ (سڑک) کے نکلنے کے بعد دو حصوں میں تقسیم ہو گیا متعدد مکانات کا ایک سلسلہ تھا جنہیں بنظر اعانت اکثر تلامذہ و متوسلین کو رہنے کے لئے دیا گیا تھا جنکی تفصیل وصیت نامہ مذکورہ میں موجود ہے۔

ان مکانات کے متعلق بھی وصیت نامہ میں صراحت ہے کہ جب میری اولاد کو ضرورت ہو تو یہ حضرات جو ان مکانات میں مقیم ہیں ان مکانات کو اولاد کی خاطر خالی کر دیں اہل علم کو محسوس ہونا چاہئے کہ اس قسم کی شرط وقف عام میں نہیں ہو سکتی اس شرط کا تحریر کرنا ان مکانات کے بھی وقف خاص ہونے کا قطعی ثبوت ہے۔

(۳) امامباڑہ

جس وقت تک جناب جنت مآب کا وصیت نامہ لکھا گیا ہے امامباڑہ کی تعمیر نہیں ہوئی تھی اس لئے اس وصیت نامہ میں امام باڑہ کا کوئی ذکر نہیں ہے یہ امام باڑہ اس کے بعد تعمیر ہوا جس میں سب سے پہلے آپ ہی دفن ہوئے

بقیہ............صفحہ ۱۲۰/ پر

آیۃ اللہ سید مہدیؒ، (۱۱) خلاصۃ العلماء رئیس المجتہدین آیۃ اللہ العظمیٰ سید مرتضیٰ ابن قبلہ وکعبہ حضرت رضوان مآبؒ، (۱۲) افضل المجتہدین فخر المدرسین ممتاز العلماء آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد تقی نقوی جنت مآبؒ ابن قبلہ وکعبہ سید العلماءؒ علیین مکان، (۱۳) فقیہ اہلبیت عماد العلماء آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد مصطفی ''میر آغا صاحب'' علیین مآبؒ ابن عمدۃ العلماء صدر الشریعتؒ، (۱۴) سید العلماء آیۃ اللہ العظمیٰ الحاج سید محمد ابراہیم نقوی فردوس مکانؒ ابن جنت مآبؒ، (۱۵) بحر العلوم آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد حسین نقوی ابن ملک العلماء مغفرت مآبؒ، (۱۶) ملاذ العلماء آیۃ اللہ العظمیٰ سید ابوالحسن نقوی ابن ملک العلماء مغفرت مآبؒ، (۱۷) ممتاز العلماء آیۃ اللہ سید ابوالحسن نقوی مجتہد ابن سید العلماء فردوس مکانؒ، (۱۸) زبدۃ العلماء معین المومنین آیۃ اللہ سید علی نقی نقوی مجتہد ابن قبلہ وکعبہ سید العلماء علیین مکانؒ، (۱۹) کہف العلماء آیۃ اللہ سید ابن حسن نقوی مجتہد ابن میر حسن رضا، (۲۰) سید العلماء آیۃ اللہ العظمیٰ علامہ سید علی نقی نقوی ابن ممتاز العلماء سید ابوالحسن صاحب مجتہد، (۲۱) حکیم الامت علامۂ ہندی آیۃ اللہ العظمیٰ سید احمد نقوی ابن سید العلماء فردوس مکانؒ، (۲۲) قدوۃ العلماء آیۃ اللہ العظمیٰ سید کلب صادق نقوی المعروف بہ مولانا سید آقا حسن (بانی آل انڈیا شیعہ کانفرنس) ابن مولانا سید کلب عابد نقوی جائسی، (۲۳) لسان الواعظین ابوالبلاغہ مولانا سید علی داور (مدیر ماہنامہ ''مبلّغ'') ابن مولانا سید علی اکبر ابن سلطان العلماء، (۲۴) ذاکر شام غریباں عمدۃ العلماء آیۃ اللہ سید کلب حسین نقوی ابن قدوۃ العلماءؒ، (۲۵) اعلم العلماء سید الحکماء آیۃ اللہ العظمیٰ سید سبط حسین نقوی ابن مولانا سید رمضان علی نقوی جائسی۔

نوٹ: ۱۹؍رجب المرجب ۱۳۳۶ھ کو حسینیۂ غفران مآبؒ لکھنؤ میں حضرت غفران مآبؒ کی صد سالہ یادگار کی عظیم الشان مجلس

بقیہ......جنت مآبؒ.....................

اس وقت تک وہ وقف بھی نہیں ہوا تھا۔

بعد میں ورثہ جناب جنت مآب طاب ثراہ نے جواز روئے وصیت نامہ اس تمام جائداد کے خصوصی مالکین تھے۔ جب املاک کو آپس میں تقسیم کیا تو امام باڑہ کے متعلق سب نے متفقہ طور پر یہ مناسب سمجھا کہ یہ کسی کی ملک خاص نہ ہو بلکہ تمام اولادِ جناب جنت مآبؒ کے لئے وقف کر دیا جائے چنانچہ اس ذیل میں ایک نقشۂ تقسیم باہمی مرتب ہوا جس پر تمام ورثہ کے دستخط اور مہریں ہیں اس نقشہ میں اماماباڑہ دکھایا گیا ہے اور اسکے باہر کے دالان کے چوہدی کے اندر جناب سید العلماء سید ابراہیم صاحب قبلہ کے قلم سے لکھی ہوئی یہ لفظیں ہیں

''اماماباڑہ وقف خاص براولاد وازواج واصہار وازواج اولاد''

یہ امام باڑہ بحمد اللہ اب تک قائم وبرقرار ہے لیکن اسکی عمارت امتداد ایام سے طلبگار تجدید ہے۔ ❁❁❁

